مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی قوم کے حالات
اور قوم اور ان کے لڑکے پر اللہ تعالیٰ کا طوفانی عذاب وغیرہ کے
سچے واقعات دلچسپ انداز میں

طوفانِ نوح
حضرت نوح علیہ السلام

تالیف

مولانا محمد اسحاق دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

کتب خانہ شانِ اسلام
راحت مارکیٹ اردو بازار لاہور فون: 7351120

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَلَبِثَ فِيْهِمْ اَلْفَ سَنَةٍ اِلَّا خَمْسِيْنَ عَامًا

ہم نے نوحؑ کو انکی قوم کی طرف بھیجا اور وہ ساڑھے ۹۵۰ نوسو برس ان لوگوں میں رہے۔

طوفانِ نوح علیہ السلام

از مولانا حافظ محمد اسحاق صاحب رح دھلوی

مشہور پیغمبر حضرت نوح علیہ السلام اور انکی قوم کے حالات اُن کی قوم کی نافرمانی کی وجہ سے طوفان کا عذاب حضرت نوحؑ کی کشتی۔ ابن عنق کی داستان وغیرہ کے عبرت انگیز واقعات نہایت دلچسپ انداز میں،

کُتب خانہ شانِ اسلام راحت مارکیٹ
چوک اردو بازار لاہور ۲۔ پاکستان

فہرست مضامین

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
طوفان نوح	۲	طوفان کی علامت	۱۹
حضرت نوح علیہ اسلام کے اوصاف	۳	طوفان کا آنا	۲۱
نوح پیغمبر کا نام	۴	ابن عنق کی داستان	۲۳
قوم نوح کی نافرمانی	۷	طوفان کا جوش	۲۴
پیام توحید	۹	طوفان کا خاتمہ	۲۶
نوح کی کشتی	۱۲	طوفان کا افسوس	۲۹
کشتی نوح کی سواری	۱۵	حضرت نوح کی وفات	۳۰
شیطان کی ابلہ فریبی	۱۷	دنیا اور مولا	۳۲
		خدا سے دوری	۳۵

طوفانِ نوحؑ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰی قَوْمِہٖ فَلَبِثَ فِیْھِمْ اَلْفَ سَنَۃٍ اِلَّا خَمْسِیْنَ عَامًا فَاَخَذَھُمُ الطُّوْفَانُ وَ ھُمْ ظٰلِمُوْنَ ۝

ہم نے نوح کو ان کی قوم کی طرف پیغمبر بنا کر بھیجا: اور وہ ساڑھے نو سو برس ان لوگوں میں رہے آخر کار نافرمانیوں کے سبب ان لوگوں کو ایک سخت طوفان نے آن لیا اور وہ سب کے سب ہلاک ہو گئے۔

نظم

ہے یہ عبرت خیز نازل ! اس قدر
ہوش اڑتے ہیں بشر کے بیشتر

قصۂ نوحِ پیغمبر کیا کہوں
کانپتی ہے جس سے اک دنیائے زبون

ایک دنیا میں قیامت تھی بپا
ہو رہا تھا جب کہ اک عالم فنا

ملک سارا ہو رہا تھا غرقِ آب
آ رہا تھا جب کہ طوفانی عذاب

ڈوبتے تھے شہر اور محل و مکان
چھا رہی تھی باغ دنیا پر خزان

آہ کیا قہری تجلّیٰ اس کی تھی
اک سمندر ہو گیا عالم تھی

آدمی اللہ سے ڈرتا رہے
حکم میں جس کے ہی بس ہر ایک شے

کچھ تو سوچیں ہم بھی بلکہ شیخ و شاب
کیوں یہ اس امت پہ آیا تھا عذاب

پھر گئے تھے خالقِ اکبر سے وہ!
پھر گئے تھے ایک پیغمبر سے وہ

اس سے غافل ہو کے کیا لے گا کوئی
جس کے قبضے میں ہے سب کی زندگی

کاش ہم غفلت سے کچھ بیدار ہوں
واسطے اللہ کے ہوشیار ہوں

حضرت نوح کے اوصاف

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح ؑ کو بہترین صفات سے موصوف کیا تھا۔ پہلی صفت یہ کہ آپ اولوالعزم پیغمبر تھے۔ یعنی آپ کو شریعت جداگانہ ملی تھی ان سے پہلے انبیاء حضرت شیث اور حضرت ادریس ؑ حضرت آدم علیہ السلام کی شریعت پر چلتے تھے۔ دوسری صفت یہ کہ آپ کو آدم ثانی کا لقب حضور رب العالمین سے عطا ہوا کیوں کہ آپ سے اس عالم انسانی کی دوبارہ پیدائش ہوئی۔ تیسری صفت یہ آپ تمام اہل زمین پر مبعوث ہوئے۔ اپنی ہفت اقلیم پر آپ اکیلے نبی بنا کر بھیجے گئے چوتھی صفت یہ کہ سب پہلے اس عالم میں جس نے بت پرستی سے لوگوں کو ڈرایا اور منع کیا وہ حضرت نوح علیہ السلام تھے۔ پانچویں صفت یہ کہ آپ سب سے پہلے پیغمبر ہیں جن کی بد دعا سے قوم ہلاک ہوگئی۔ چھٹی صفت یہ کہ قیامت کے روز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب سے پہلے جو سر سے خاک جھاڑتے ہوئے اپنی قبر مبارک سے نکلیں گے وہ آپ ہی ہوں گے، ساتویں صفت یہ کہ کسی نبی کو دراز زندگانی اس عالم فانی میں نہیں ملی۔ جتنی کہ

حضور جل علی شانہ کی طرف سے آپ کو عطا ہوئی یعنی ساڑھے نو سو برس ۹۵۰ کی عمر ہوئی۔ آٹھویں صفت یہ کہ باوجود اس درازی عمر کے آپ کا ایک بھی دانت نہیں ٹوٹا۔ کوئی بال سفید نہیں ہوا اور جسم مبارک میں ذرا کاہلی و سستی نہیں آئی۔ اسی طرح توانا اور مضبوط ہے جیسے جوانی میں ہوتے ہیں۔ نویں صفت یہ کہ عبادتِ خداوندی سے آپ بے حد الفت رکھتے اور ہر آن اسی میں محو و مستغرق رہا کرتے تھے اور رات دن میں سات سو رکعت نماز ادا کرتے تھے۔ دسویں صفت یہ کہ باوجود قوم کی ایذا رسانیوں اور تکلیف کے قوم کے ساتھ احسان کرنے میں ذرا دریغ نہ کرتے تھے۔ اور ہمیشہ ان پر مہربانی سے پیش آتے تھے۔

نظم

ایسے ہوتے ہیں خدا کے ایلچی — غیظ و غصے کی رمق جن میں نہ تھی!
ان کو ایذاؤں پہ صابر دیکھنا — پتھریں کھا کھا کے پھر پھر دیکھنا
اشک گرتے قوم کے غم میں سدا — صبر و استقلال ہو حد سے سوا
قوم سے بدلہ نہ لے جو خوش صفات — قوم سے برہم نہ ہو جو نیک ذات
قوم کی خدمت کو ہو سینہ سپر — اور دل میں ہو بلا کی درگذر

نوح پیغمبرؑ کا نام

آپ کا اصلی نام عبدالغفار اور سریانی زبان میں لشکر تھا۔ مگر نوح علیہ السلام کے لقب سے آپ اس لیے مشہور ہوئے کہ آپ خدا تعالیٰ کے خوف سے روتے بہت تھے جس کی ایک مثال کتب تفاسیر میں یہ لکھی ہے کہ ایک روز آپ چلتے جا رہے تھے اتفاق سے ایک کتا آپ کو ملا جو خارش اور کھجلی میں مبتلا نہایت مکروہ صورت تھا۔ آپ نے اسے دیکھا اور گھن کھا کر کہا کہ اے سگِ قبیح! دور ہو میرے سامنے سے۔ نوحؑ پیغمبر کی زبان سے یہ سُنکر کتا وہیں کھڑا ہو گیا اور گویا ہوا۔

نظم

اے پیغمبر تُو نے نفرت مجھ سے کی
ہاں بتا یہ شکل مجھ کو کس نے دی

نقش پر تو معترض ہوتا نہیں!
بلکہ ہے نقاش پر چیں بر جبین !

جس کے قبضے میں ہے بس صورت گری
اس اکیلی ذات کو ہے برتری

جس کو جو چاہے بنا دے سربسر
اے نبی کس کی اگر کس کی فکر

غیر کے قبضے میں اگر ہوتا یہ کام
میں کہیں بنتا سگِ صورت حرام

بلکہ میں بنتا انسان خوش صفات
دیکھتے تم بھی مری ہر ایک بات

نیز بیمار کتے نے یہ بھی کہا کہ اے نوح علیہ السلام آپ اپنی زبان کو ایسی باتوں سے روکیں اور بند کریں کہ آپ کو اللہ تعالٰی نے نبی بنایا ہے۔ اے نبی ! میں نے صورت آپ نہیں بنائی ہے جس سے آپ مجھ پر نفرت اور گھن کھاتے ہیں۔

کُتے کی یہ عبرت انگیز تقریر سن کر حضرت نوحؑ یا تو عبدالغفار تھے یا انتہائی درجہ کے نوحہ کرنے والے نوح ہو گئے۔ اور آپ نے اس قدر رونا شروع کیا کہ دوسرے لوگ بھی آپ کو دیکھ کر روتے تھے۔

دوسری روایت میں آیا ہے کہ جب آپ نے طوفانِ اعظیم کے اُتر جانے کے بعد زمین پر قدم رکھا ہے تو شیطان آپ کے سامنے آیا، اور کہا کہ آپ نے میری بھاری امداد فرمائی۔ مَیں آپ کا ہزاروں سے شکریہ ادا کرتا ہوں شیطان سے یہ سن کر آپ حیران ہوئے اور کہا کہ اے لعین میں نے تیری کیا مدد کی اس نے کہا کہ میں فرداً فرداً ایک ایک شخص کو مدتوں اور برسوں بہکا کر جہنم میں پہنچاتا ہوں آپ نے میری امداد فرمائی کہ ایک دُعا میں لاکھوں کو جہنم میں پہنچا دیا۔ یہ سنکر آپ نے زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ اور اپنی دعا پر نادم اور پشیمان ہوئے اور دم واپسی تک حضرت نوحؑ روتے رہے۔

تیسرے روایت میں یہ ہے کہ جب طوفان عظیم کے وقت آپ نے اپنے فرزند کنعان کے لیے خدا تعالےٰ سے سفارش کی۔ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَھۡلِیۡ یعنی خداوندا! کنعان میرا بیٹا ہے اسے بچا۔ اس پر حضور خداوندی سے آپ کو خطاب ہوا جو سراسر عتاب سے بھرا ہوا تھا، کہ نوحؑ وہ تیرا بیٹا نہیں ہے اس لیے کہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں۔ آئندہ ہم سے ایسا سوال نہ کرنا۔

اللہ اللہ کیا عبرت انگیز اور عتاب آمیز حکم ہے اِنَّہٗ لَیۡسَ مِنۡ اَھۡلِکَ یعنی اے نوح! تمہارا فرزند نا فرمانیوں کے سبب تمہاری فرزندی سے نکل گیا اور اب وہ تمہارا بیٹا نہیں ہے۔

اس طرح جناب خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو ڈراتے ہوئے فرماتے ہیں۔

مَنۡ لَّمۡ یَرۡحَمۡ صَغِیۡرَنَا
وَلَمۡ یُوَقِّرۡ کَبِیۡرَنَا
فَلَیۡسَ مِنَّا

میری امت میں جس نے کمزور اور چھوٹے پر رحم نہ کیا اور اپنے بڑے یا بزرگ کا وقار نہ کیا وہ میری امت سے خارج ہوگیا،

نظم

کوئی ہے پیارے نبیؐ امتی؟
جو سُنے دل سے یہ ارشادِ نبیؐ
کیا ڈراتے ہیں ہمیں خیر الانام
چاہیئے سن کر ڈریں سب خاص وعام
رحم چھوٹے پر نہیں جس نے کیا
اور ادب اپنے بڑے کا کھو دیا!
وہ میری امت سے خارج ہوگیا
مجھ سے پھر اسکو نہیں کچھ واسطا
دل ہمارے کاش ڈر جائیں ذرا!
کیوں کہ بس امت سے ہوتے ہیں جدا
اپنی بداخلاقیوں سے ہم مرے
امت احمد سے خارج ہو چلے

رحم بچوں کا، نہ ادب بڑوں کا ادب
کیوں کر پھر شامل رہے گا فضلِ رب

قومِ نوح کی نافرمانی

عرائس میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے منقول ہے کہ فرزندانِ آدمؑ کے اس وقت تک دو قبیلے تھے۔ ایک قابیل کی اولاد جو بڑی اور بلند عمارتوں میں رہتے تھے۔ حضرت شیث کی اولاد جو پہاڑوں اور بلندیوں پر رہتے تھے۔

حضرت شیث کی اولاد میں مرد صاحبِ جمال اور عورتیں بدصورت تھیں اور قابیل کی اولاد میں اس کے برعکس یعنی عورتیں صاحبِ حسن اور مرد بدصورت تھے۔

ایک روز شیطان لعین اہلِ عمارات کے ایک خوبصورت مرد کے پاس انسان کی صورت میں بن کر آیا۔ اور اس سے بہت کچھ تعلق پیدا کر کے ایک عرصہ کے بعد مزمار یعنی باجہ بنوایا اور ایک دن اس کے بجانے کے لیے دو سال تمام میں ایک روز ہوتا تھا مقرر کیا۔ اور اس دن کا نام یوم عید رکھا چنانچہ یوم مقرر پر ایک کثیر مجمع ہوا۔ اتفاق سے اولادِ شیث (یعنی پہاڑ کے رہنے والوں) میں سے ایک شخص وہاں آنکلا اور بے انتہا عورت و مرد کو ایک جگہ جمع دیکھا اور عورتیں نہایت حسین و خوبصورت مشاہدہ کیں۔ کہ ان کی اپنی قوم میں ایسی خوبصورت عورتوں کا نام و نشان تک نہ تھا۔ چنانچہ یہ شخص وہاں سے قوم میں آیا اور تمام حالات نیز عورتوں کے حسن و جمال ان کے سامنے بیان کئے۔ جن کو بہت شوق اس میلے میں جانے کا دامنگیر ہوا۔ سال ہونے کے بعد جب وہ دن آیا تو یہ پہاڑی لوگ جمع ہو کر وہاں گئے جہاں رفتہ رفتہ شیطان نے اپنا قابو پا کر عورت و مرد کو گناہوں میں مبتلا کرنا شروع کر دیا۔ اور وہ اس کو اچھا سمجھنے لگے۔ حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام نے شیث کے فرزندوں کو وصیت کی تھی کہ اولاد قابیل سے کبھی میل جول نہ کرنا

مگر یہ مل گئے اور گناہوں میں مبتلا ہو گئے۔ یعنی باجہ بجانا اور زناکاری شروع ہو گئی۔

نیز ان کے اماموں میں پانچ آدمی نہایت بزرگ صاحب وقعت تھے جن کے نام ودّ، سواع، یغوث، یعوق اور نسر تھے۔ جب یہ یکے بعد دیگرے انتقال کر گئے تو لوگوں کو ان کی مفارقت کا بہت رنج والم ہوا۔ شیطان ان کے پاس آیا اور کہا کہ تم لوگ ناحق اتنا رنج والم کرتے ہو۔ میری رائے مانو اور ان کی ایک ایک تصویر بنا کر اپنے پاس رکھ لو تو تمہارا الم یقیناً کم ہو جائے کہ روزانہ تم ان کی زیارت کر لو۔

نظم

بت پرستی کی یہی ہے ابتدا　　آہ یہ مذہب یہیں سے بس چلا
پہلے تصویریں بنی تفریح کو　　بعد میں پوجی گئیں جو ہو سو ہو
الغرض پانچوں یہ تصویریں بنیں
جن سے بس بہلے دل اندوہ گیں

چنانچہ لکڑی کی مورتیں بنائی گئیں اور عمدہ مقام پر رکھی گئیں جن کی بے حد تعظیم و تکریم شروع ہوئی۔ اوّل اوّل روزانہ زیارت ہوئی پھر رفتہ رفتہ ان کی پوجا شروع ہو گئی یہاں تک کہ ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ آیا۔ ان پانچوں بتوں کی پرستش ہوتی رہی مگر آپ نے دنیا میں رونق افروز ہو کر ان کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا غرضیکہ حضرت نوح علیہ السلام اس قوم کی طرف بھیجے تاکہ انہیں راہ راست دکھائیں۔ اور بت پرستی سے منع کریں۔ اور پیام توحید پہنچائیں۔

نظم

بت پرستی کی چلی ایسی ہوا　　کوئی بھی شیدا نہ تھا توحید کا

نام سے توحید کے جلنے لگے — گویا وہ بندے نہ تھے اللہ کے
ان بتوں نے ہی جہنم ان کو دیا — ان بتوں نے ہی جہاں پیدا کیا
ذات واحد کا نہ تھا اصلاً خیال — تھے بتوں کے عشق میں وہ پائماں
نوحؑ نے توحید کی دی جب نداء — غیظ میں آئے وہ سارے اشقیا!
نام سے توحید کے اتنے جلے — نوح پیارے کے وہ دشمن ہو گئے
نوحؑ حالانکہ انہی کے بھائی تھے — جو فقط توحید سے دشمن بنے
آج بھی توحید لگتی ہے بڑی — مشرکوں پہ اس سے چلتی ہے چھری
سب سے خوش ہیں اس سے وہ ناراض ہیں — نام توحید ان کے آگے بس نہ لیں
مٹنے جو اس قوم مہذب کے صفات — آج بھی قائم ہیں وہ اے نیک ذات

آہ مسلم تو ہے مُسلم ! غور کر
تجھ کو اور توحید ربی سے عذر

پیامِ توحید

حضرت نوح علیہ السلام اول اول اندھیری راتوں میں چھپ چھپ کر لوگوں کے دروازوں پر جاتے اور آہستہ سے لا الٰہ الا اللہ آواز لگاتے اور فرماتے کہ اے لوگو! تمام عبادت اور پرستش کے قابل صرف ایک ذات خداوندی ہے۔ اسے پوجو اور بتوں کی عبادت سے بچو۔ وہ سنتے اور ہنستے پہلے پہلے یہ رہا۔ پھر آپ کو دیوانہ اور مجنون کہنے لگے مگر۔ جب آپ کا یہی روزانہ طریقہ برسوں نہیں بلکہ سینکڑوں سال تک جاری رہا تو اب وہ آپ کے کھلے دشمن ہو گئے۔

غرض آپؑ کو اسی تبلیغ اور کلمۂ توحید کی طرف بلاتے بلاتے پورے ساڑھے ۹۵ نوسو برس ہو گئے۔ مگر سوائے معدودے چند کے کوئی آپ پر ایمان نہیں لاتے۔ اور ان ایام میں آپ پر ظلم و تعدی کی انتہا کر دی۔ یعنی یہ کہ آپ نے ایک مقام پر کھڑے ہو کر کلمۂ طیبہ پڑھا۔ چاروں طرف سے پتھر

آنے شروع ہوئے۔ یہاں تک پتھراؤ ہوا کہ آپ ان پتھروں میں سر سے پیر تک بالکل دب گئے اور اعضائے اور ہڈی ہڈی چور چور ہو گئی خون کا پرنالہ جاری ہوا اور بیہوش ہو گئے۔ جبرئیل اور میکائیل آئے۔ تمام پتھر ہٹائے۔ پتھروں سے نکال کر ان کا خون پونچھا اور ممدے میں لپیٹ کر انہیں گھر تک پہنچایا اور چلے گئے۔

ایک دو دن نہیں بلکہ سینکڑوں برس یہی طریقہ اور یہی حالت رہی نیز جب کبھی زیادہ آپ کی روح کو صدمہ پہنچتا تو صرف اتنا فرماتے جیسا کہ ہمارے آں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کفار کی ظلم و تعدی پر فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ	خداوندا تو انہیں ہدایت فرما کر یہ مجھے
فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ط	نہیں جانتے ہیں۔

پھر جب پچھلی رات ہوتی تو شافیٔ مطلق کے حکم سے آپ بالکل توانا اور تندرست ہو جاتے تھے۔ غرض یہ ہے کہ

قوم کے ہاتھوں سے دکھ پاتے تھے آپ ۔۔۔ لب پہ شکوہ تک نہیں لاتے تھے آپ

انتہا کا صبر تھا دل میں بس ! ۔۔۔ نوح کیا پتلا تھا اک اخلاق کا

مگر قوم کی گمراہی باوجود آپ کے سمجھانے اور خدا سے ڈرانے کے بڑھتی چلی جاتی تھی۔ اور یہاں تک ان میں آپ کے خلاف جسارت ہو گئی تھی کہ ہر بوڑھا بڑا اپنے بچوں کو مرتے وقت وصیت کرتا تھا کہ خبردار ! نوحؑ دیوانے کی کوئی بات نہ سننا کہ یہ سینکڑوں برس سے یونہی اپنا دیوانہ پن ظاہر کر رہا ہے بلکہ جہاں کہیں وہ مل جائے اسے پتھروں سے مارنا اور زخمی کرنا۔

چنانچہ ایک روز علی الصباح حضرت نوح علیہ السلام ایک مقام پر کھڑے ہوئے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی فضیلت سنا رہے تھے کہ یکایک سامنے سے قوم کا ایک بوڑھا رئیس اپنے چھوٹے سے بچے کو کندھے پر بٹھائے ہوئے لایا، اور پیارے نوحؑ کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ اے فرزند، جب تو ہوشیار

ہو تو اس شخص کو پہچاننے میں ضرور کوشش کیجیو۔ دیکھ اس کا مارنا یا اس کا زخمی کرنا ہماری قوم کا سب سے پہلا فرض ہے اور دیکھ! اسے اچھی طرح پہچان لے کہ یہی وہ شخص ہے جس کی اہانت اور توہین تجھ پر لازمی اور ضرور ہو گی۔

یہ سنکر بوڑھے کا وہ پسر بد گوہر جو ہنوز ننھی سی جان تھا یکایک بوڑھے کی گود سے نیچے اترا اور بوڑھے کے ہاتھ سے لکڑی لےکر حضرت نوح علیہ السلام کے سر مبارک پر اس زور سے ماری کہ آپ کے سر سے خون جاری ہو گیا۔

ساڑھے نو سو برس کے بعد آج یہ پہلا واقعہ تھا کہ ایک معصوم بچے نے پیارے نوح کو دانستہ تکلیف پہنچائی جس کو آپ برداشت نہ کر سکے نیز بچے کی یہ عادت معلوم کرکے قوم کی طرف سے بالکل ناامیدی ہو گئی۔ اور باوجود خفیف چوٹ کے حضور کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور زار و قطار رونے لگے۔ اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر مناجات کی۔

نظم

اے خدا اے مالکِ کون و مکاں　　اے خدا اے خالقِ ہر دو جہاں
قوم سے امید اب مجھ کو نہیں!　　دودھ پیتے جن کے ہیں چین بر جبیں
نوح صابر آج ہے بس ملتجی　　قہر کوئی ان پر نازل کر ابھی!

وَقَالَ نُوحٌ رَّبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْأَرْضِ مِنَ الْكَافِرِينَ دَيَّارًا (نوح)

یعنی

اس طرح سے ان کو زیر و زبر　　ایک بھی پھرتا نہ آئے بس نظر
یہ اگر زندہ رہیں گے نابکار　　دشمنی تجھ سے کریں گے بے شمار
نسل جو ان سے چلے گی کفر کی!
فاجر و کفار ہی ہوں گے سبھی

نوح کی دعا ختم ہوئی تھی کہ حضور رب العزت کی جناب سے ندا ہوئی۔ اے نوحؑ ہم نے تمہاری فریاد سنی اور اسے قبولیت سے آراستہ فرمایا اے نوحؑ ! فی الحقیقت تمہاری قوم میں اب کوئی ہم پر ایمان لانے والا نہیں اور نہ کوئی آئندہ ایمان لائے گا۔ اچھا ہم اب اس مخلوق نافرمان پر پانی کا عذاب نازل کرتے ہیں جس سے یہ سب کے سب ڈوب جائیں گے، نیز تم اور تمہارے ہمراہی ایمان والے بندے اس عذاب الیم سے محفوظ رہیں گے اور ہم اپنے فضل و کرم سے بچالیں گے۔

نظم

فی الحقیقت ہے وہ ایسا ہی کریم
ایک ہے وہ بے شریک و بے کریم
نوح کی قبول فرمائی دعا
اذن کشتی کے بنانے کا ہوا
دیکھیئے بنتی ہے کشتی کس طرح
اور زمیں ڈوبے گی ساری کس طرح
کون بنواتا ہے کشتی کس لیے !
کون حامی سوائے اللہ کے !
وہ ہی حامی ہے وہ ہی پشت و پناہ
وہ ہی ان کے ساتھ ہے باد الٰہ

نوح علیہ السلام کی کشتی

کتب تواریخ و تفاسیر میں لکھا ہے کہ جب حضرت نوح علیہ السلام کو کشتی تیار کرنے کا حکم آیا تو حضرت نوحؑ نے حضور رب العزت میں سوال کیا کہ مولا ! کشتی کیسی ہوتی ہے ؟ خطاب ہوا کہ اے نوحؑ وہ لکڑی کا ایک مکان ہوتا ہے جو پانی پر تیرتا ہوا پھرتا ہے۔ عرض کیا خداوندا میرے پاس لکڑی نہیں ہے کہاں سے لاؤں اور کیوں کر کشتی بناؤں کہ اتنے میں سال کے کئی درخت جبرائیل لے کر پہنچے اور حضرت نوحؑ کے ہاتھوں ان کی جڑیں زمین میں دلوادیں۔

چنانچہ وہ درخت موافق روایت مواہب لدنیہ کے بیس سال میں بن کے تیار ہو گئے۔ تفسیر معالم التنزیل اور معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کی بد دعا

نے یہاں تک اثر کیا کہ دعا کو آج بیس سال گزرے مگر بیس سال سے کسی عورت کے ہاں ایک بچہ تک پیدا نہیں ہوا اور نہ آسمان سے مینہ برسا۔ نیز اس اثنا میں حضرت نوحؑ دعوت اسلامی سے خاموش رہے جن کے بدلے قوم نے بھی آپ کو تکلیفیں نہیں پہنچائیں اس کے بعد ان درختوں کو حکم الہیٰ سے گرایا گیا۔ اور بموجب تعلیم جبرائیل ان درختوں کے تختے بنائے گئے۔

معارج النبوۃ میں ایک عجیب وغریب روایت یہ بھی مرقوم ہے کہ ان سال کے درختوں میں سے پورے ایک لاکھ چوبیس ہزار تختے تیار کئے گئے اور بموجب تعلیم الہیٰ ہر ایک تختے پر ایک پیغمبر کا نام لکھا تھا۔ جب دوسرا دن ہوا تو صبح آ کر پیارے نوحؑ کیا دیکھتے ہیں کہ تمام تختوں پر سے پیغمبروں کے نام مٹے ہوئے ہیں۔ سخت پریشان ہوئے اور پھر دوبارہ ان پر انبیاء کے نام لکھے۔ رات کو وہ پھر خود بخود مٹ گئے اب تو آپ کمال درجہ مضطرب اور بے چین ہوئے کہ خدا وندا یہ کیا ماجرا ہے ؟ ندا ہوئی کہ اے نوحؑ ! ہمارے نام معظم سے ان ناموں کو شروع کرو۔ اور ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر تمام کرو۔ تاکہ شیطان کے مٹانے سے یہ سارے نام محفوظ رہیں۔

چنانچہ حسب ارشاد خداوندی حضرت نوح علیہ السلام نے نام خداوندی سے ندا ہوئی کہ اے نوحؑ اب تمہاری کشتی عنقریب تیار ہوئی پھر حضرت نوحؑ نے بموجب تعلیم جبرائیل کشتی تیار کرنی شروع کی۔ جس کو آپ کی قوم آ کر دیکھتی اور ہنس کر یہ کہتی کہ اے نوحؑ ! خدا کی نیابت و پیامبری سے تھک کر نجاری کا پیشہ اختیار کیا۔ اور یہ تمہارے دماغ میں خلل آیا بھلا اے نوحؑ یہ کشتی تم چلاؤ گے کہاں ؟ آج بیس سال ہو گئے ہیں کہ آسمان سے ایک قطرہ پانی نہیں برسا۔ دریا اور نہریں سب خشک پڑے ہیں۔ مگر تم بیٹھے کشتی بنا رہے ہو۔

پھر حضرت نوحؑ علیہ السلام کو فرمان خداوندی پہنچا کہ اے نوحؑ چونکہ ہماری مشیت میں یہ قوم لائق عذاب ہو چکی ہے اور ان کی بربادی کا وقت بالکل قریب

آگیا ہذا کشتی بنانے میں تم جلدی کرو۔ اور ان کی کہی سنی کا کچھ خیال نہ کرو۔

چنانچہ آپ بموجب حکم ربی کشتی بنانے میں نہایت مستعدی سے تیار ہو گئے اور اس کی تکمیل شروع کر دی۔ اس کی تیاری میں ایک آپ ہیں اور دو آپ کے فرزند ہیں۔ اور دو آپ کے امتی۔ کل پانچ نفوس کشتی تیار کر رہے ہیں۔

معارج النبوۃ میں لکھا ہے کہ طول اس کشتی کا چھ سو ساٹھ گز کا تھا، اور عرض تین سو گز کا۔ اور بلندی تیس گز کی تھی اور وہ تین طبقوں پر منقسم تھی۔ پہلا یعنی اوپر کا طبقہ آدمیوں کے لیے اور دوسرا یعنی درمیانی طبقہ وحوش و طیور کے لیے اور تیسرا یعنی نیچے کا طبقہ درندوں اور چوپایوں کے لیے تھا۔

نقل

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے حواریوں نے ایک روز آپ سے درخواست کی کہ اے مسیح! یہ بتایئے کہ حضرت نوح کی کشتی کتنی لمبی چوڑی تھی؟ آپ انہیں ایک مقام پر لے گئے اور ایک ٹیلے پر مٹھی خاک کی بھری۔ اور فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ اور کس کی خاک ہے؟ حواریوں نے عرض کیا خدا اور اس کے بتائے سے رسول واقف ہے ہمیں کچھ خبر نہیں۔ فرمایا یہ خاک حضرت نوحؑ کے بیٹے سام کی خاک ہے اور پھر ایک عصا اس ٹیلے پر مارا اور کہا قُم بِاِذْنِ اللّٰہِ۔ اس وقت وہ خاک کا تودہ سمٹ کر سام ابن نوحؑ بنا اور آپ کے سامنے اپنے سر کے بال جھاڑتا ہوا کھڑا ہو گیا۔ مسیحؑ نے اپنے حواریوں کے سنوانے کے لیے سام ابن نوحؑ سے دریافت فرمایا تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا میں حضرت نوحؑ علیہ السلام کا بیٹا ہوں اور سام میرا نام ہے۔ پھر آپ نے دریافت کیا یہ بتاؤ کہ تمہارے والد ماجد حضرت نوحؑ کی کشتی لمبی چوڑی کتنی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ کشتی نوح کا لمبان ایک ہزار گز کا تھا اور چوڑان تین سو گز کا۔ اور اس کے تین طبقے تھے۔ پھر حضرت مسیح نے فرمایا بس یہی اور کچھ نہیں

دریافت کرتا۔ یہ کہہ کر ان کی طرف اشارہ کیا جو اسی وقت مثل سابق کے تو وہ خاک ہو گئے۔

تفسیر مدارک و معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ کے پورے دس سال میں وہ کشتی تیار کی جس کا سر مور کا تھا اور سینہ بطخ کا سا تھا۔ اور ایک روایت میں سینہ کبوتر کا سا تھا اور پچھلا حصہ مرغ کا سا تھا جس کے تمام جوڑ راں وغیرہ سے بند کر دیئے تھے۔ مگر اس تیاری کشتی میں بھی قوم کے لوگ برابر ستاتے چلے گئے۔ آپ دن کو کشتی بناتے اور رات کو اپنے گھر چلے جاتے تو قوم کے لوگ آ کر اس کو بول و براز سے خراب کرتے اور جگہ جگہ سے اسے زخمی اور گھائل کر دیتے تھے صبح کو آپ تشریف لاتے اور اسے دھو دھلا کر صاف اور درست کر لیتے تھے۔

نظم

کس قدر بے لفنس ہوتے ہیں نبیؐ
غیظ و غصہ نام کو آتا نہیں
ہیں بنائے جو خدا ے پاک کے!
دشمنوں کو پالتا ہے جو سدا!
جتنے دشمن اتنے ہی خوشحال ہیں
ایک ہم بھی اس کے بندے ہیں ذبوں
غیظ و غصے کے ہیں پتلے آہ آہ!
بس نہیں چلتا جو کھائیں آدمی

اللہ اللہ شان غفاری تری
رحم کے پتلے ہیں سارے مرسلیں
ذات ارحم جس کی ہے ہر ایک شے!
بلکہ دولت ان کو دیتا ہے خدا!
یہ صفت دیکھی تو بس اس ذات میں
جن کی آنکھوں میں بھرا آتا ہے خون
کیا کیا ہے اپنی حالت کو تباہ
اپنے دانتوں سے چبائیں آدمی

شرم اے مومن مسلمان شرم شرم
عبرت عبرت آہ انسان شرم شرم

کشتی کی سواری

جب حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی تیار ہو گئی تو حکم خداوندی ہوا کہ

اے نوح! سب سے پہلے اس کشتی میں حضرت آدم علیہ السلام کا تابوت رکھا جائے اس کے بعد اور لوگ سوار ہوں۔ چنانچہ نوح علیہ السلام نے حضرت آدم کے لیے ایک تابوت یا صندوق چوب شمشاد کا تیار کیا اور آپ کے جسد مبارک کو اس میں لٹا کر سب سے اوپر کی منزل پر فرشتوں کی امداد سے لے جا کر رکھ دیا۔ اور پھر طوفان کے انتظار میں آپ ہو بیٹھے۔ تھوڑے عرصے کے بعد حکم ایزدی پہنچا کہ اے نوحؑ! روئے زمین کے جانوروں میں سے ایک ایک جوڑا پکڑ کر اس کشتی میں سوار کر لو۔ اور اس کے ساتھ ہی اللہ تعالےٰ نے پروا اور پچھوا اور اتر اور دکھن چاروں طرف کی ہواؤں کو حکم دیا کہ وہ روئے زمین کے جانوروں کو سمیٹ کر اس میدان میں لا کر دیں۔ جہاں نوح کشتی میں سوار ہونے کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ چاروں طرف کی ہواؤں نے جہاں کے جانوروں کو اس میدان میں میں لا کر جمع کر دیا۔

تفسیر معالم التنزیل میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ نے مکھی اور مچھر تک کا ایک ایک جوڑا کشتی میں پہنچا دیا۔ اس کے بعد جب آپ درندوں اور خونخوار جانوروں کی طرف مخاطب ہوئے تو ساتھ ہی اللہ تعالےٰ سے دریافت فرمایا کہ اے خدائے بے نیاز شیر اور بکری ایک جگہ کیوں کر رہ سکتے۔ ارشاد عالی ہوا کہ اے نوحؑ ان کے درمیان عداوت کس نے ڈالی ہے عرض کیا مولیٰ تو نے! حکم ہوا کہ ہم نے ہی عداوت ڈالی ہے اور اب ہم ہی آپس میں ان کی دوستی اور محبت قائم کر دیں گے پھر جب نوبت سانپ اور بچھو کی پہنچی تو آپ نے عرض کیا کہ مولا! یہ دونوں انسان کے دشمن ہیں انہیں کاٹیں گے۔ اسی وقت آسمان سے جبرائیلؑ آئے اور آ کر سانپ کا زہر نکال دیا اور بچھو کا ڈنک توڑ ڈالا۔ اور ان کے جوڑے بھی کشتی میں پہنچا دیئے گئے اس کے بعد آپ نے مہین مہین جانور سب سے اوپر کے طبقے میں اپنے پاس رکھے تاکہ یہ درندوں اور حیوانوں سے کہیں ضائع نہ ہو جائیں۔ پھر حکم الہٰی حضرت نوح کو یہ بھی پہنچا کہ اے نوح اس کشتی میں سوار ہو کر کوئی انسان یا حیوان نر اپنی مادہ کے نزدیک نہ جائے اور سب کے سب پاک صاف

رہیں کیونکہ غضب الٰہی جوش میں آنے والا ہے۔ نیز کوئی مرد اپنی عورت کے ساتھ کھائے اور نہ اس کے ساتھ بیٹھ کر پانی پیئے بلکہ ہر نر اپنی مادہ سے الگ رہے تاکہ وہ اپنی مادہ پر کہیں مائل نہ ہو جائے اور پورے سال بھر کی خوراک تمام جانداروں کے لیے کشتی میں رکھ لی جائے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام نے ایسا ہی کیا تمام نروں سے مادہ کو الگ رہنے کا حکم بھی دے دیا۔ اور سال بھر کی خوراک بھی کشتی میں رکھ لی

نظم

کیسی تیاری ہے اے نوح نبی! کیا فنا ہو جائے گی دنیا سبھی!
غیظ میں آئے گی کیا وہ ذات حق جس کے ہیں محکوم سارے لق و دق
اس کا غصہ ہو گیا مخلوق پر! خلق ہو گی کیا سبھی زیر و زبر
کیا فنا ہونے کو ہے سارا جہاں یا الٰہی الاماں والاماں
اس سے ڈرنا چاہیئے اے مومنین
جس کو کہتے ہیں الٰہ العالمین

شیطان کی ابلہ فریبی

تمام جانوروں کو چڑھا دینے کے بعد حضرت نوحؑ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دراز گوش یعنی گدھا باقی رہ گیا ہے اور وہ دو لوح اگلی ٹانگیں کشتی میں رکھ کر پچھلے دھڑ کا زور لگا کر چڑھنا چاہتا ہے مگر اس سے چڑھا نہیں جاتا کہ خبیث شیطان نے اس کی دم پکڑ رکھی ہے اور وہ لعین اس گدھے کے ساتھ خود بھی کشتی میں چڑھنا چاہتا ہے۔ غرض یہ کہ گدھا ہر چند زور لگا کر چڑھتا ہے مگر نہیں چڑھا جاتا۔

آخر کار حضرت نوح علیہ السلام نے دیکھا اور سمجھ گئے کہ ایک پرانا پاپی گدھے کے ساتھ لگ گیا ہے اور اسے چھوڑتا نہیں۔ غصے میں آ کر آواز دی۔

اُدْخُلْ وَاِنْ کَانَ مَعَکَ الشَّیْطَانُ۔ اے گدھے! فوراً کشتی میں چلا آ اگرچہ تیرے ساتھ شیطان بھی آجائے۔

اتنا سنتے ہی شیطان گدھے کی پیٹھ پر سوار ہوگیا اور گدھا ایک جست میں کشتی پر سوار ہوگیا۔ پھر تو شیطان گدھے کو چھوڑ کر کشتی کے ایک کونے میں جا بیٹھا۔ ادھر سے حضرت نوح علیہ السلام سب کا معائنہ کرتے ہوئے جب اس کونے میں آئے تو اپنے پرانے گنہ گار کو بیٹھے ہوئے دیکھا۔ اسی وقت آپ پہچان گئے اور فرمایا کہ اے لعین! تو یہاں کیوں اور کس کی اجازت سے آیا۔ ؟

شیطان جواب میں کہتا ہے کہ میں آپ کی اجازت سے آیا ہوں۔ آپ شاید بھول گئے ابھی تو آپ نے مجھے اور گدھے کو آنے کی اجازت دی ہے۔ واہ حضرت واہ! بھلا میں کہیں بے اجازت آسکتا تھا غرضیکہ خبیث نے وہ چکنی چپڑی باتیں کرنی شروع کیں کہ الامان والحفیظ مگر جناب نوح علیہ السلام کب اس کی باتوں میں آنے والے تھے۔ اسی وقت آپ کا ارادہ ہوا کہ اسے کشتی سے اتار دیا جائے کہ اتنے میں حضرت جبرائیل آئے اور فرمایا کہ اے نوحؑ اللہ تعالٰی آپ کو سلام فرماتا ہے اور یہ ارشاد کرتا ہے کہ شیطان کو کشتی سے نہ نکالو۔ اور اسے یہیں رہنے دو۔ ہماری قدرت کی اس معاملے میں بڑی حکمتیں ہیں۔ جنہیں تم نہیں سمجھتے بلکہ ہم ہی جانتے ہیں۔ یہ سُن کر حضرت نوح علیہ السلام خاموش ہوگئے اور اس لعین کو وہیں بیٹھا رہنے دیا۔ لیکن پھر تھوڑی دیر میں آپ نے اسے نصیحت کرنی شروع کر دی کہ اے ابلیس! تو نے اپنے آپ کو کیوں مردود اور شقی بنایا ہے؟ اور کس لئے تو راندۂ درگاہ ہوا ہے؟ جواب میں ایک پرانا حاضر جواب کہتا کیا ہے کہ حضرت! میں اپنے آپ کو اس بلاء سے نجات دینے کے لیے اور اس مرض کی دوا کرنے کے لیے ہر وقت تیار ہوں۔ کچھ آپ کے پاس اس کا علاج ہو تو لِلّٰہ بتائیے تاکہ میں خدا کا مقرب بندہ دوبارہ بن سکوں۔ آپؑ نے فرمایا توبہ کا دروازہ کھلا ہوا ہے ابھی توبہ کرنے میری توبہ قبول بھی ہوگی یا نہیں۔ آپ ذرا معلوم کر لیجئے تاکہ ابھی توبہ کر لوں۔ نوحؑ کے دل پر ان خالص و مخلص باتوں کا بے حد اثر ہوا اور اسی وقت آپ نے اللہ تعالٰی کی طرف

رجوع کی کہ خداوندا یہ توبہ کرتا ہے۔ اس کی توبہ قبول فرمائی جائے۔ وہاں سے خطاب آیا کہ اے نوحؑ! تم اس دھوکے باز کے فریب میں نہ آؤ اور اس کی تمام باتوں کو جھوٹا جانو۔ یہ بڑا مکار اور بڑا ابلہ فریبی ہے۔ اے نوحؑ! تم اس کا جھوٹ سچ آزما کر دیکھ لو۔ اور اس سے کہو کہ یہیں اور اسی کشتی میں آدم علیہ السلام کا تابوت رکھا ہوا ہے تو اسے سجدہ کر لے اور مقربین میں داخل ہو، یہ سنکر حضرت نہایت خوشی خوشی ابلیس سے آکر کہتے ہیں کہ یہ آدمؑ کا تابوت ہے اسے سجدہ کر لے اور مقربین میں داخل ہوجا، یہ سن کر اس نے ایک قہقہہ لگایا۔ اور کہا کہ یہ جب زندہ تھے اور جنت کی بادشاہی کر رہے تھے جب تو ہم نے انہیں سجدہ کیا نہیں اب جبکہ یہ خاک ہو گئے تو میں انہیں کیوں کر سجدہ کر سکتا ہوں اتنا سنتے ہی حضرت نوحؑ نے اس کی طرف سے اپنا منہ پھیر لیا اور دوسرے امور متعلقہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔

نظم

آہ ابلیس لعین اے بخت کار
معصیت پر حیف اتنا برقرار

یہ ڈھٹائی تیری وقتِ انتقام!
جبکہ اُف ہونے کو ہے دنیا تمام

اس کے غصے سے نہیں ڈرتا ہے تو
کس قدر سخت ہے اے تند خو

ہیں نڈر جتنے تیرے شاگرد ہیں
مومنوں سے عرض یہ کرتا ہوں میں

معصیت پر جو اڑے وہ کون ہے؟
جو نہ مولا سے ڈرے وہ کون ہے؟

کس کا وہ شاگرد ہے اے دوستو!
کچھ تو تم بھی بس خدا لگتی کہو!

قلب منصف ہے اگر اسحاق کا
دل میں گھر خوف خدا کر جائے گا

طوفان کی علامت

جب حضرت نوح علیہ السلام کشتی کی تیاری اور اپنے اہل و عیال اور دیگر فرمانبردار امتی کل بارہ عورت و مرد کو کشتی میں سوار کر کے فارغ ہو گئے اس

وقت حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اے نوحؑ! اب تم طوفان کا انتظار کرو۔ اور اس کی علامت معلوم کر لو۔ علامت اس طوفان بے پایاں کی یہ ہوگی کہ ایک دہکتے ہوئے آگ کے تنور میں سے اوّل اوّل پانی اُبلنا شروع ہوگا۔ اور پھر اس کے بعد تم خود دیکھ لوگے کہ کیا سے کیا ہو جائے گا۔

اچھا اب تنور کی نسبت مختلف روایتیں آئی ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ تنور جس میں اوّل پانی نکلا ہے حضرت نوحؑ کی بیوی کا تھا جو ان کو حوّا سے ملا تھا اور وہ پتھر کا بنا ہوا تھا لکھا ہے کہ ایک روز وہ روٹیاں پکا رہی تھیں کہ یکایک آگ سے بھرے ہوئے تنور میں سے پانی ابلنا شروع ہو گیا۔ انہوں نے دوڑ کر حضرت نوحؑ کو اطلاع دی۔

دوسری روایت میں اس طرح مرقوم ہے کہ حضرت نوحؑ کچھ کھانا پینا خریدنے کے لیے بازار میں آئے ہوئے تھے اور اتفاق سے ایک نانبائی کی دکان پر کھڑے ہوئے روٹیاں لے رہے تھے۔ اسی نان بائی نے آپ سے بطور مذاق کے کہا کہ اے نوح! وہ آپ کا پانی کہاں ہے؟ جس کی طغیانی سے آپ ہم کو ڈراتے تھے وہ کہاں چھپا ہے؟ اور کب آئے گا اور کہاں سے نکلے گا؟

پیارے نوح علیہ السلام کو اس کے مذاق اڑانے پر غصہ آیا اور جلال میں آکر کہا شاید تیرے ہی تنور میں سے وہ پانی نکلے اور عجب نہیں جو ابھی نکلنا شروع ہو جائے چنانچہ آپ کی زبان سے یہ الفاظ نکلتے ہی مولائے عزوجل نے قبول کر لئے۔ اب جو نانبائی آپ کا مذاق اڑانے کے لیے تنور میں جھانک کر دیکھتا ہے تو اسے پانی جوش مارتا ہوا اس میں دکھائی دیا اور آناً فاناً میں وہ ابلنا شروع ہو گیا۔

یہ حالت دیکھتے ہی حضرت نوحؑ فوراً کشتی کی طرف روانہ ہوئے اور اپنے ایک فرزند کنعان کو بلایا تو وہ پرے چلا گیا، کیونکہ وہ آپ پر ایمان نہیں رکھتا تھا اور بری صحبت نے اس کو آپ سے باغی کر رکھا تھا۔

نظم

آہ اے صحبت ترا جادو اثر
کس قدر ہوتا ہے تیرا دل میں گھر
جو ترے یاران جلسہ کی روش
اے بشر بس ہے وہی تیری روش
وہ اگر مرتد ہیں تو مرتد ہے تو
بد سے بد ہیں وہ تو بد سے بد ہے تو
نیچری وہ ہیں تو تو ہے نیچری!
بدعتی وہ ہیں تو تو ہے بدعتی!
وہ وہابی ہیں تو ہے تو بھی وہی
وہ نمازی ہیں تو بھی ہے وہی!
وہ تبرائی تو تو بھی ہے بدلگام!
وہ اگر اچھے تو تو بھی نیک نام!
زنگِ صحبت چڑھ کے رہتا ہے مُدیر
آج کوئی بادشاہ ہو یا فقیر

طوفان کا آنا

جب حضرت نوحؑ نے دیکھا کہ طوفان شروع ہوگیا فوراً آپ کشتی میں سوار ہوگئے اور اپنے بیٹے کنعان سے کہا۔

یٰبُنَیَّ ارْکَبْ مَّعَنَا وَلَا تَکُنْ مَّعَ الْکٰفِرِیْنَ
اے میرے چھوٹے سے بچے دیکھ کشتی میں سوار ہوجا اور میرے دشمنوں کا ساتھ نہ دے

تو جواب میں کنعان کہتا ہے۔

سَاٰوِیْٓ اِلٰی جَبَلٍ یَّعْصِمُنِیْ مِنَ الْمَآءِ۔
اے نوح آپ خاطر جمع رکھیں اور گھرائیں نہیں میں بلند پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا کہ وہاں پانی مجھے کچھ نقصان نہیں پہنچا سکے گا

جس کے

جس کے جواب میں نوح علیہ السلام نے فرمایا۔

لَا عَاصِمَ الْیَوْمَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ۔
اے میرے فرزند! دیکھ آج کے دن خدا جس کو نہ بچائے گا وہ بچ نہیں سکتا کیسا پہاڑ اور کیسی بلندی۔

غرضیکہ باپ اپنے بیٹے کنعان کے لیے تڑپ رہے ہیں اور ان کی محبت پدری جوش مار رہی ہے مگر ناخلف بیٹے کا یہ حال ہے کہ وہ بات کی ایک نہیں سنتا بقول مدیر۔

غزل

ہے وہ بس فرزند گو صورت نہ ہو ماں باپ کی — وہ نہیں فرزند جو خصلت نہ ہو ماں باپ کی
دو جہاں میں وہ ذلیل و خوار ہوگا ایک دن — جس پسر کے قلب میں الفت نہ ہو ماں باپ کی
مومنو! ماں باپ کے قدموں کے نیچے خلد ہے — ہائے پھر کس واسطے خدمت نہ ہو ماں باپ کی
آج دنیا میں نہایت ہی مبارک ہے وہ گھر — ہو جہاں اولاد اور درگت نہ ہو ماں باپ کی

آج اے اسحاق دُنیا میں اسی کا کال ہے!
حیف ہے، دل میں تیرے رفعت نہ ہو ماں باپ کی

غرضیکہ حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو ڈوبتا ہوا دیکھ کر ہرچند خدا کی جناب میں فریاد کی کہ الٰہی میرا اہل میرا فرزند ڈوبتا ہے الٰہی تیرا وعدہ تھا کہ تمہارے اہل و عیال کو میں بچالوں گا۔ وہاں سے یہی جواب ملا۔

اِنَّہٗ لَیْسَ مِنْ اَھْلِکَ — نوحؑ وہ تمہارے اہل نہیں ہے کیونکہ
اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ — اس کے عمل بہت خراب ہیں۔

اور بار بار تم اس کے لیے ہم سے شفارش نہ کرو، ورنہ ہم دفتر نبوت سے تمہارا نام کاٹ دیں گے۔

یہ سنتے ہی حضرت نوح علیہ السلام لرز گئے اور غضب الٰہی سے کانپنے لگے اور زار و قطار رونا شروع کیا۔

القصہ ادھر طوفان عظیم جوش مارتا ہوا چلا۔ ادھر نوح علیہ السلام کے بیٹے کنعان نے اپنے لیے پہلے ہی سے ایک صندوق بنا رکھا تھا۔ جس کے سوراخوں میں اس نے رال وغیرہ بھر رکھی تھی تاکہ کہیں سے اس میں پانی نہ جا سکے۔ غرضیکہ کنعان اس صندوق میں بیٹھ گیا اور بموجب روایت معارج النبوۃ اس کا صندوق پانی

میں تیرتا ہوا پھرنے لگا۔

چنانچہ سب سے پہلے اسی کا برا انجام سن لینا چاہیئے صندوق پانی کی موجوں میں بے کھٹکے تیرتا ہوا پھر رہا ہے اور فی الحقیقت پانی اس میں نہیں جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ نے اس کے پیشاب کا دھانہ کھول دیا کہ وہ رکتا نہیں۔ یہاں تک کہ وہ اسی پیشاب میں ہی ڈوب کر مر گیا۔ اور فی النار ہوا

نظم

دیکھنا ڈوبا کہاں فرزند نوح ؑ
اور کہاں پہنچا وہ اک دلبند نوح ؑ
باپ کی پیغمبری آئی نہ کام
اپنے کوتک کا ملا بس انتقام
سب تو پانی میں ہوئے غرق الم
اور یہ پیشاب میں ڈوبا ستم!
ہائے نافرماں تری مٹی خراب
تو ہے اور خلاق عالم کا عتاب
خودسری اللہ پر اور اے بشر
اس سے بڑھ کر اور کیا ہے ظلم تر
زندگی کے دن ہیں اے ہوشیار
قبر ہے آخر ترا جائے قرار!
مرضی مولا پہ چلنا چاہیئے!
خاک کے پتلے تجھے عبرت رہے

ابن عنق کی داستان

جب عوج ابن عنق نے دیکھا کہ طوفان موج افزا شروع ہوا تو گھبرا کر حضرت نوح کی کشتی کے پاس آیا اور حضرت نوح سے کہا کہ مجھے بھی سوار کر لیجئے آپ نے انکار کیا اور کہا کہ خدا سے پھرے ہوئے لوگوں کی میری کشتی میں گنجائش نہیں مگر باوجود کافر ہونے کے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت اپنے بندوں کو دکھانے کے لیے ابن عنق کو نجات دی اور وہ اس طوفان عظیم میں نہیں ڈوبا۔ اس لیے اسے نجات دی کہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس فریادی ہو کر آگیا تھا مگر نوح علیہ السلام نے اسے کشتی میں آنے کی اجازت نہیں دی۔ اس لیے اسے اللہ نے بچا لیا۔

ابن عنق کی نسبت تفسیر معالم التنزیل وغیرہ میں لکھا ہے کہ اس کے قد کی درازی اس قدر تھی کہ طوفان نوح میں اس کا سر طوفان کے پانی کی سطح سے اونچا رہا اس کی چھوٹی سے چھوٹی انگلی تین گز کی تھی اور ہر انگلی میں دو دو ناخن تھے۔ جیسے دو دو انٹیاں ہوتی ہیں۔ نیز ابن عنق کی عمر تین ہزار برس کی ہوئی جو درحقیقت آدمؑ کا پوتا تھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے تک زندہ رہا۔ نیز حضرت نوحؑ کو کشتی بنانے میں اس نے مدد دی تھی۔ اور انبار لکڑیوں کا اٹھا اٹھا کر لاتا تھا۔

نظم

اس کی قدرت کے کرشمے ہیں سبھی — ہے کوئی بالشتیا کوئی گرگی !
کوئی بے حد مختصر ہے آدمی — آسماں سے بات کرتا ہے کوئی !
ہم کو عوج ابن عنق کی داستان — یاد رکھنی چاہیئے اے عاقلان

طوفان کا جوش

تفسیر مواہب علیہ میں لکھا ہے کہ حضرت نوحؑ اور ان کے ساتھ جو کوئی ایمان لایا تھا۔ دسویں ماہ رجب کو کوفے سے یا سرزمین ہند سے یا ایک گاؤں سے کہ جو ایک جزیرے میں تھا، کشتی میں سوار ہوئے نیز معارج النبوۃ اور مدارک التنزیل میں روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیٹھنے والے اس کشتی کے آٹھ نفر تھے، یعنی حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی بیوی مومنہ اور تین بیٹے حامؔ، سامؔ۔ یافتؔ اور ان کی تینوں بیویاں اور بعض کہتے ہیں کہ بلیس نفر تھے۔ بعض روایت میں کل اسّی نفر تھے۔

القصہ جب یہ لوگ کشتی میں بیٹھ گئے اور طبقہ پوشش اوپر رکھ دیا تو یکایک پہاڑوں پر ابر سیاہ نمودار ہوا۔ جس سے گرم ہوا چلنی شروع ہوئی جو

تمام عالم میں پھیل گئی۔ اور چاند کا نور، آفتاب کی روشنی معدوم ہو گئی اور رات دن ظلمات یا اندھیرے کا ایک غرقناب پردہ بن گئے۔ اور ساتوں ستارے ایک آبی برج یعنی سرطان میں آکر جمع ہو گئے۔ اور باران عظیم اس شدت سے برسنا شروع ہو گیا۔ کہ ہر ایک قطرہ کے پانی کا دہانت مشک کے برابر تھا، پھر اس طوفان عظیم میں وہ کشتی نہایت جوش و خروش سے رواں ہوئی جس کو اللہ پاک اپنے کلام پاک میں نقل فرماتا ہے۔

وَهِيَ تَجْرِيْ بِهِمْ فِيْ مَوْجٍ كَالْجِبَالِ ۔ قف — کشتی بلند لہروں میں پہاڑ کی مانند چلنی شروع ہو گئی۔

اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ ساتوں آسمان پانی ہو کر زمین پر آ رہے ہیں۔ اور زمین کے تمام چشموں میں سے ساتوں سمندر نکل آئیں گے غرضیکہ تھوڑے عرصہ میں تمام روئے زمین پر اس کا دور شروع ہوا سب سے پہلے وہ زمین کعبہ میں پہنچی اور ایک خاص پانی پھر اس نے سات مرتبہ طواف کیا اور اس کے گرد پھرتی رہی۔ اور یہ کعبے کی زمین تھی۔

نیز لکھا ہے کہ طوفان کی اس درجہ شدت تھی کہ زمین اور آسمان کا پانی مل کر ایک ہو گیا تھا۔ جو بوند آسمان سے اترتی تھی اسے اترنا نہیں پڑتا تھا، بلکہ وہاں کی وہیں زمین کے پانی میں مل جاتی تھی نیز اس اندھیرے اور ظلمت میں کشتی نوح میں بھی اس قدر اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نظر نہیں آتا تھا۔ نوح علیہ السلام گھبرا گئے اور سجدے میں گر کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں مناجات کی کہ خداوندا روشنی عنایت فرما ورنہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔ اسی وقت جبرائیل علیہ السلام جنت سے دو گوہر درخشاں لائے اور کشتی کی دیواروں میں انہیں رکھ دیا جس سے تمام کشتی مانند روز روشن کے روشن ہو گئی۔ مگر عالم دنیا میں وہ تاریکی و اندھیرا اور پانی کا عذاب نازل ہو رہا ہے۔ کہ الامان والحفیظ۔

نظم

غضب میں ہے قدرت پروردگار — جس کی کچھ حد ہے نہ کچھ جس کا شمار

پردۂ رحمت میں ہے عقدۂ عیاں
مِل گئے گویا زمین و آسمان

بن گئی رحمت کی زحمت آہ آہ!
ہو رہا ہے جس سے بس عالم تباہ

بن رہی ہے آج ہر ذی روح پر!
ہو رہی ہے خلق سب زیر و زبر

پس رہا ہے گھن چنے کے ساتھ میں
آسہے ہیں بے خطا آفات میں

قوم سرکش کی بدولت یہ ہوا
ہوگئے معصوم بھی سارے فنا

یہ جانور دنیا جہاں کے مر گئے
ماسوا کشتی کے جو تھے بچ بسے

قوم سرکش نے بھی چکھا ذائقہ
سرکشی کا آج بدلہ مل گیا

ہوگئے لمحے کے لمحے غرق آب
کیسا عالمگیر یہ آیا عذاب

آدمی کیسے جہاں ڈوبے پہاڑ
ملک سارا ہوگیا بالکل اجاڑ

ہوگیا پانی پہاڑوں سے بلند
پڑ گئی پانی کی ان پر بھی کمند

کوہ جودی پر گزوں پانی چڑھا
اس کی چوٹی پر بھی نشتر ہاتھ تھا

چھ مہینے یہ رہا خوش و خروش
اڑ رہے تھے بس فرشتوں کے بھی ہوش

آخرش جب ہو گئی دنیا تمام
اور رہا باقی نہ کوئی شئے کا نام

عرشِ اعلیٰ سے ہوئی اس دم ندا
اور خطاب اس کا بس ان دونوں سے تھا

وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ (آیت ۹)

اے زمین کر جذب پانی اپنا تو
اے فلک تو بھی بدل لے اپنی خو!

تھم گیا پانی اسی دم تھم گیا!
اور خدا جانے کہاں وہ رم گیا

ہوگیا وہ جذب پانی کا جہاں
صاف تھے گویا زمین و آسماں!

حکم قہاری اسی کا نام ہے
دست بستہ سامنے ہر کام ہے

کُن ادھر ہے وہ ادھر موجود ہے
تو ہی بس اللہ اک معبود ہے

طوفان کا خاتمہ

ادھر حکم ایزدی طوفان کے ٹھہرنے کا صادر ہوا۔ ادھر حضرت نوح علیہ السلام

کی کشتی جودی پہاڑ پر جاکر ٹھہر گئی اور آپ نے کشتی پر سے سرپوش اٹھایا تو دیکھا کہ آسمان صاف ہے جس پر ابر و بادل یا پانی کے آثار کہیں نظر نہیں آتے ہیں بہت خوش ہوئے، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کیا لکھا ہے کہ آپ مع اپنے تمام قافلے کے پورے ایک مہینے تک اسی پہاڑ پر مقیم رہے۔ کہ مبادا عالم دنیا میں کہیں پانی نہ بھر رہا ہو چنانچہ اس کی تلاش جستجو میں آپ نے ایک کوے کو زمین پر روانہ کیا کہ زمین خشک ہو گئی یا ابھی وہ پانی سے لبریز ہے۔ کوا جب یہ معلوم کرنے کے لیے گیا تو وہاں وہ اپنے کھانے پینے کی تلاش میں مصروف ہو گیا۔ اور آپ کو آکر جواب نہیں دیا۔ حضرت نوحؑ نے اسے بددعا دی اور کہا کہ خداوندا اسے ہمیشہ ڈرپوک اور روزی کی طرف سے ندیدہ کر اور اسے کہیں اطمینان نصیب نہ ہو اور اس کی روزی سڑی مردار کی مقرر کر چنانچہ کوے کے حق میں آپ کی بددعا کارگر ہوئی اور وہ سخت بے اطمینان اور مردار خوار اور ہر وقت کا خائف بن گیا۔ پھر آپ نے کبوتر کو زمین پر بھیجا کہ جاؤ اور معلوم کرو کہ زمین پر پانی موجود ہے یا خشک ہو گیا؟ کبوتر فوراً کشتی میں سے اڑ کر زمین پر پہنچا اور قلبی سرخی اس کے پاؤں میں ہے اتنا ہی پانی میں ڈوبا اور سرخ کیچڑ اس لیے اپنے پاؤں میں لگائی تاکہ معلوم ہو جائے کہ پانی صرف اس قدر رہ گیا ہے اور باقی سب کیچڑ ہی کیچڑ ہے نیز زیتون کا ایک ہرا پتا اپنی چونچ میں لے کر بہت جلدی سے حضرت نوحؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور انہیں پانی کے اتر جانے کی خبر پہنچائی۔ آپ نے اس کے حق میں دعائے نیک فرمائی اور کہا کہ الٰہی یہ ہمیشہ خوش و خرّم رہے اور انسان کے دل میں اس کا گھر ہو اور ہر جگہ اس کے لیے مقام امن و امان ہو، چنانچہ آپ کی دعا کبوتر کے حق میں قبول ہوئی اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے مطمئن اور مامون ہو گیا، نیز انسان کے دل میں اس کی محبت قائم ہو گئی جو اب تک ظاہر و ہویدا ہے۔ یہ معلوم کر کے حضرت نوحؑ مع اپنے ہمراہیوں کے کشتی سے باہر آئے۔

لکھا ہے کہ جس روز حضرتِ نوح علیہ السلام کشتی سے باہر آئے ہیں وہ یوم عاشورہ یعنی محرم کی دس تاریخ تھی اور آپ نے اس متبرک دن میں روزہ رکھا، اور اسی بیابان میں ایک گاؤں بسایا اور مدینۃ الثمانین اس کا نام رکھا، یعنی ۸۰ آدمیوں

کا شہر۔ جس روایت میں اسّی آدمی کشتی کی سواری میں لکھے ہیں۔ ان کی روایت کے مطابق اس میں آباد ہو جانے کے بعد ان میں وبا پھیلی۔ جس سے وہ سب مر گئے۔ اب صرف حضرت نوح علیہ السلام اور ان کی بیوی اور حضرت نوح علیہ السلام کے تینوں صاحبزادے اور ان کی تینوں بیویاں یہ کل آٹھ نفوس انسانی رہ گئے۔ جن سے از سر نو دنیا میں اولاد آدم کا سلسلہ جاری ہوا۔ اسی لیے حضرت نوح کو آدم ثانی کہتے ہیں پھر حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے تینوں فرزندوں کو تمام روئے زمین تقسیم فرمائی چنانچہ عراق اور فارس اور خراسان اور سرزمین شام اپنے فرزند سام کو ملکیت دی اور سرزمین مغرب اور زنگبار اور حبش اور ہندوستان اپنے بیٹے حام کو بخشا اور زمین چین اور ماچین اور ترکستان وغیرہ یافث کر دیا۔

نیز مدارک التنزیل میں یہ بھی ایک روایت ہے کہ عرب اور روم و فارس میں یا جو خلقت وسطِ معمورہ عالم میں آباد ہیں وہ سام کی اولاد میں سے ہیں اور اہل ہند اور زنگی (حبشی) حام کی اولاد میں سے ہیں اور جمیع ترکستان اور یاجوج ماجوج یافث کی اولاد میں سے ہیں۔ نیز یہ بھی لکھا ہے کہ تمامی اولاد آدمؑ دس حصوں پر تقسیم ہے جس میں ایک حصہ پر انسان موجود ہیں اور نو حصے یاجوج ماجوج ہیں۔

نظم

ہاتھ میں تاریخ اسلام کو لیں ! — قلب جاہل کو سبق دیتے رہیں
اور نہ یہ سمجھیں کہ ہم کچھ ہو گئے — کچھ نہیں آتا یقیناً جانیئے
انتہا نہیں ہے علم کی اے ہوشمند — گر پڑے تجھ پر جہالت کی کمند
ہم کو معلومات ہو ہر چیز کی — اس سے بڑھ کر کوئی نعمت ہے بڑی

علم سے آدم کو بس عزت ملی
ورنہ آخر ہے تو مٹی خاک کی

طوفان کا افسوس

جب حضرت نوح علیہ السلام اطمینان سے رہنے سہنے لگے تو حضور رب العزت کی جانب سے حکم ہوا کہ اے نوح علیہ السلام! ہماری عبادت سے جو وقت بچے اس میں مٹی کے برتن بنایا کرو۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور رات دن مٹی کے برتن بنانے میں آپ مصروف ہو گئے جب ایک عرصہ کے بعد وہ برتن بے انتہا تیار ہو گئے تو ایک روز حکم الٰہی آیا کہ اے نوح ان تمام برتنوں کو توڑ ڈالو۔ آپ نے بموجب حکم ربی فوراً وہ سب کے سب برتن توڑ ڈالے توڑنے کو تو توڑ دیئے مگر اب غمگین اور اداس ہو کر ایک کونے میں بیٹھ گئے اور برتنوں کے غم میں آنسو بہاتے ہوئے مولا کی جناب میں عرض کیا کہ حضور! میں نے اتنی مدت تک محنت کی اور نہایت عمدہ عمدہ برتن بنائے افسوس آج ان سب کو ٹوٹا ہوا دیکھتا ہوں جس سے مجھے بے حد صدمہ ہے اسی وقت عرش معلّٰی سے ایک دل ہلا دینے والی اور انسان کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہا دینے والی صدا حضرت نوح علیہ السلام کے کانوں میں آئی۔

نظم

چند مٹی کے پیالوں کے لیے ۔۔۔ نوحؑ تیرے اس قدر آنسو بہے!
دیکھ ہم کو ہم نے تیرے واسطے ۔۔۔ کر دیئے بندے فنا کل دھر کے
ناز و نعمت سے بسایا تھا جو ملک ۔۔۔ اور بہارا پنی یہ جو آیا تھا ملک
کس طرح ہم کو ہوئی ہو گی بہار ۔۔۔ آخرش ان کے تھے ہم پروردگار
کر دیا تیری دعا سے بس ہلاک، ۔۔۔ جا چھپے وہ سب کے سب میں زیر خاک

لہٰذا اے نوحؑ تجھے مٹی کے برتنوں پر افسوس کرتے دیکھ کر میں بھی اپنی عزت و جلال کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اب آئندہ اپنے بندوں کو طوفان کے عذاب میں کبھی نہیں ہلاک کروں گا۔ یہ سن کر حضرت نوح علیہ السلام بھی زار زار رونے لگے اور ایک بھری مخلوق کے فنا ہونے پر ملائکہ کے بھی آنسو بھر آئے اور یہ آخری سبق حضرت

نوحؑ کو عجیب عبرت انگیز دیا گیا۔ جس سے آپ ملک الموت کی ملاقات تک روتے ہی رہے اور کبھی آپ نے ہنس کر بات نہیں کی!

نظم

کیسا بے پرواہ ہے اے کبریا!
کر دیئے دم بھر میں سب بندے فنا
مالک و مختار ہے تو بالیقین
کوئی تیرا روکنے والا نہیں!
یہ تو سب کچھ ہے مگر یہ کیا ہوا
آج پھر اے نوح یہ افسوس کیا!
گو ہے یہ بندوں کی عبرت کیلئے
نوح پیارے کی نصیحت کے لیے
چوٹ اک لگتی ہے دل پر کارگر!
پھر ہوا ارشاد ربیؐ پر نظر!
چند مٹی کے پیالوں کے لیئے!
نوحؑ تیرے اس قدر آنسو بہے!
دیکھ ہم کو ہم نے تیرے واسطے
کر دیئے بندے فنا کل دہر کے!
ناز و نعمت سے بسایا تھا جو ملک
اور بہار اپنی پہ آیا تھا جو ملک
کس طرح ہم کو ہوئی ہوگی سہار
آخرش ان کے تھے ہم پروردگار
کردیا تیری دعا سے بس ہلاک!
جا چھپے تھے سب کے سب بس زیر خاک

حضرت نوح کی وفات

جب حضرت نوح علیہ السلام کی وفات کا زمانہ قریب آیا تو آپ نے اپنے بیٹے سام کو طلب فرما کر اسے اپنا قائم مقام یا جانشین بنایا اور نبوت و پیغامبری کے متعلق بہت کچھ وصیتیں کیں۔ یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ اپنے بیٹے سام کو وصیتیں فرما رہے تھے تو اس وقت سام کی عمر چار سو چالیس برس کی تھی۔

غرضیکہ تمام نصیحتیں اور وصیتیں کرنے کے بعد حضرت نوحؑ کا دل سیر و سیاحت کی طرف راغب ہوا۔

اور آپ ایک پہاڑ کی طرف روانہ ہوگئے وہاں آپ خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھتے ہوئے پھر رہے تھے کہ یکایک قابض الارواح ملک الموت آپ کے سامنے نمودار ہوئے اور حضرت نوح علیہ السّلام کو موت کا پیغام سنایا۔ سنتے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے درد کے ساتھ ایک نعرہ مارا جس سے تمام جنگل گونج اٹھا اور تمام جانور ان صحرائی آپ کے پاس آکر جمع ہوگئے کیونکہ دنیا بھر کے جانوروں کو آپ کے ساتھ خاص الفت تھی پھر آپ نے ملک الموت کی طرف خطاب کرکے کہا کہ اتنی اجازت دو کہ میں ایک مرتبہ اپنے اہل و عیال سے پھر مل آؤں جس کے جواب میں ملک الموت نے کہا یا نبی اللہ مجھے اجازت نہیں ہے کہ میں آپ کو اتنی مہلت دے سکوں پھر حضرت نوح علیہ السلام نے ان سے دریافت کیا کہ اچھا اے ملک الموت یہاں اس جنگل میں میرے جنازے کی نماز کون پڑھے گا؟ ملک الموت نے کہا کہ میرے ساتھ لاکھوں مقرب فرشتے صف بصف موجود ہیں اور یہ سب کے سب آپ کے جنازے کی نماز ہی پڑھنے کے لیے آئے ہیں۔ یہ سن کر حضرت اپنی جان دینے کے لئے تیار ہوگئے۔

تفسیر مواہب علیہ میں سورۂ عنکبوت کے تحت میں لکھا ہے کہ جب ملک الموت آپ کے پاس آئے ہیں۔ آپ کی عمر پورے ایک ہزار چار سو برس کی ہو چکی تھی۔

نیز عین المعانی کی روایت ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام تین سو تیرہ برس کی عمر میں نبی بنائے گئے اور ساڑھے نو سو برس خدا کی پیغمبری کے کام پر مامور رہے اور تین سو پچاس برس طوفان کے بعد دنیا میں اور زندہ رہے اور تقسیم ملک فرماتے رہے اور وفات کے وقت تیرہ سو سترہ برس کی عمر ہوئی اور معارج النبوۃ میں آپ کی عمر ایک ہزار سات سو برس کی دکھائی گئی ہے۔

بہر حال آپ کو پیام اجل پہنچا اور آپ کو اسے قبول کرنا پڑا۔ جب حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت نے آپ کو رضامند پایا تو ان سے یہ دریافت کیا کہ اے نوحؑ اور اے سب سے بڑی عمر والے پیغمبر! آپ نے اپنے خیال میں دنیا کو کتنا وسیع اور کتنا طویل پایا؟ اس وقت حضرت نوح علیہ السلام کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ اے ملک الموت! گو میری عمر اتنی دراز ہوئی ہے اور میں اتنے عرصہ تک زندہ رہا

جب حضرت عزرائیل یعنی ملک الموت نے آپ کو رضامند پایا تو اُن سے یہ دریافت کیا کہ اے نوحؑ اور اے سب سے بڑی عمر والے پیغمبر! آپ نے اپنے خیال میں دنیا کو کتنا وسیع اور کتنا طویل پایا؟ اس وقت حضرت نوحؑ کے آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا کہ اے ملک الموت! اگو میری عمر اتنی دراز ہوئی ہے اور میں اتنے عرصہ تک زندہ رہا ہوں لیکن واللہ اس وقت مجھے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ایک ایسے سرائے کی مانند ہے جس کے دو دروازے ہیں۔ میں اس سرائے میں داخل ہوا ہوں اور ابھی ہنوز دوسرے دروازے پر نہیں پہنچا ہوں کہ تم نے آ کر مجھے پیام موت سنایا۔

پس پھر ملک الموت نے اپنا ہاتھ دراز کیا۔ اور حضرت نوح علیہ السلام کی روح قبض کر لی۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ ؕ

نظم

زندگی کتنی ہوئی اے نوحؑ نبی! موت آخر آگئی پر آگئی!

آہ دنیا کس قدر فانی ہے تو! اک کہانی ہے تیری یہ کو بجو!

تو کسی کی بھی نہیں اے بے وفا ہر کسی کو تو نے بس دی ہے دغا!

دنیا اور مولا

آج مجھے اہل دنیا اور اہل مولا پر اک نظر ڈالنی ہے۔ اور یہ دیکھنا ہے کہ اہل دنیا اچھے رہتے ہیں یا اہل مولا! خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہے یا ان کے۔ اور وہ ان کی سنتا ہے یا ان کی۔ ان کو پسند کرتا ہے یا اُن کو۔ انہیں پیار کرتا ہے یا انہیں؟

جس کی نسبت میرا خیال ہے۔ خیال نہیں بلکہ پتھر کی لکیر ہے۔ پتھر کی لکیر نہیں عرش معلّٰی کی تحریر ہے۔

مَنۡ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ — اللہ سے پیار کرتا ہے جو اللہ والا ہے

وہ اسے پسند کرتا ہے۔ جو اس کا ہے۔ وہ اس کی سنتا ہے۔ جو اس کا ہوتا ہے۔ وہ اس کے ساتھ ہے جو اس کا کہلاتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ میاں اپنے غلاموں کو پسند کرتے ہیں پرائے خدمت گاروں سے واسطہ نہیں رکھتے۔ اور انہیں ان کی محبوبہ اور اپنی ملعونہ شے دیکر ان سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ اب وہ ہیں اور ان کی دنیا وہ ہیں اور ان کی نجاست و امارت۔ جن کو خواب ہے تو دنیا کا، خیال ہے تو دنیا کا، ہر وقت اور ہر آن اسی میں محو ہیں گویا یوں سمجھئے کہ دنیا نے انہیں پکڑ لیا ہے اور اب انہیں سوائے اقرار ربانی کے عملی طور پر مولا سے کوئی واسطہ نہیں۔ اور وہ خدا تعالےٰ کی ملعونہ شے کو لے کر ایسے نازاں ہو گئے کہ بس جو کچھ ہے وہ اسی میں ہے اللہ والے اپنے اللہ کو لے کر ایسے نازاں ہو گئے کہ بس جو کچھ ہے وہ اسی میں ہے اللہ والے اپنے اللہ کو لے کر ساکت و صامت ہو گئے۔ دنیا والے اپنی دنیا کو لے کر کھل کھیلنے لگے۔ زبان قلینچی کی طرح فراٹے بھرنے لگی اور وہ بیدار اتنے ہو گئے کہ لوح محفوظ کی تحریر تک بھی انہیں نظر آنے لگی۔ کاش انہیں بموجب فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں یہ بھی لکھا ہوا نظر آ جاتا۔ لوح محفوظ پر یہ بھی لکھا ہے کہ

اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنٌ وَمَلْعُوْنٌ مَافِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَاوَالَاہُ

دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ سب ملعون ہے اس سے مستثنیٰ ہیں تو صرف مولا کا ذکر اور ذکر مولا کرنے والے۔

میں حیران ہوں کہ اہل دنیا اور اہل مولا دونوں ایک ہی خدا کے بندے ایک ہی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت ایک ہی کلمے کے شریک پھر یہ مخالفت ان دونوں میں کس طرح واقع ہو گئی کہ ایک نے ایک راہ لی، دوسرے نے دوسری سمجھ میں نہیں آتا کہ اہل مولا نے مولا اور ذکر مولا اختیار کیا تو کیوں۔ اور اہل دنیا نے دنیا کو اپنا مطلوب بنایا تو کیوں؟ انہوں نے مولا اور ذکر مولا میں کیا عمدگی دیکھی اور انہوں نے دنیا اور اس کی محبت میں کیا بھلائی دیکھی جو یہ ادھر ہو گئے اور وہ ادھر ہو گئے، یہ ان سے بیزار ہو گئے اور وہ ان سے بیزار ہو گئے بلکہ یہاں تک نوبت پہنچی کہ اہل مولا نے اہل دنیا کے خلاف اپنی زبان کھولی۔

اور یہاں تک کہہ بیٹھے ہے

اہل دنیا کافران مطلق اند
روز و شب در زق زق و در بق بق اند

اور اہل دنیا کہتے ہیں کہ ے

اے زر تو خدا نہیں ولیکن بخدا
ستار عیوب تو ہے اور عقدہ کشا

غرضیکہ دونوں کے دونوں اپنے اپنے مطلوب کو سنبھال بیٹھے مگر دیکھنا یہ ہے کہ اچھے کون سے رہے آیا اہل دنیا اچھے رہے یا اہل مولا۔ اب اس کا فیصلہ کرنے والا کرے گا۔ دیکھو پچیسواں پارہ۔ سورۃ شوریٰ کے تیسرے رکوع کی پہلی آیت میں وہ فرماتے ہیں۔

مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ۔

جو کوئی مولا یا آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں برکت عنایت فرمائیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو تو ہم اسے دنیا دیں گے مگر آخرت میں وہ پھر کسی حصے کی امید نہ رکھے۔

نظم

اہل دنیا ہر گئی بازی تیری
اہل مولا تجھ کو ڈگری مل گئی!

اہل دنیا عیش کر چندوں کو تو
اہل مولا دائمی ہو سرخ رو!

اہل دنیا مال و زر پہ جان دے
اہل مولا تو خدا کو ساتھ لے۔

اہل دنیا تجھ کو ہو دنیا نصیب
اہل مولا تجھ کو مولا ہو نصیب

اہل دنیا آہ اے ظاہر پرست
اہل مولا آہ اے نادر پرست!

اہل دنیا بچ عذاب نار سے
اہل مولا آن مل غفار سے

اہل دنیا تو نے لی ملعون شے!
اہل مولا کو خدا درکار ہے

خدا سے دُوری

بڑھتے بڑھتے اور ترقی کرتے کرتے اگر ہم سلیمانِ وقت بھی ہو جائیں تب بھی ہمیں آدھے دن فقیروں اور غریبوں کی دلجوئی کرنی چاہیئے۔ ان کی صحبت میں رہنا چاہیئے اور آدھی رات خدا کے ذکر میں گزارنی چاہیے۔ حالانکہ ہماری ترقی دینا سلیمان بادشاہ کا عشرِ عشیر بھی نہیں ہے اس کا پاسنگ بھی نہیں ہے پس پھر خدا سے اتنی دوری کا کیا سبب ہے؟ اور اس کے ذکر سے غافل ہو جانے کی کیا وجہ؟

نظم

کس وجہ سے ہم نے چھوڑا ذکر ہو — کس لیے پھرنے لگے ہم کو بکو
کس سبب سے چھوڑ بیٹھے اس کو ہم — کیوں رکھا میدان غفلت میں قدم
کیوں خدا سے ہو گئی دوری ہمیں
کونسی پیش آئی مجبوری ہمیں

اور اگر تنزل کرتے کرتے یہاں تک ہم تنزل کر گئے ہیں کہ ہمارے پاس کھانے کو کچھ رہا نہ پینے کو۔ تب بھی ہمیں پیارے مسیح کی مسکنت اور فقیری یاد کر کے ہر آن وہر لحظہ یاد الہیٰ میں گزارنا چاہیئے کہ وہ بارہ مہینے روزے رکھتے تھے۔ اور شام کو درخت کے پتوں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔ حالانکہ ہم میں فقر سے فقر بھی ان کی مسکینی اور بڑھتی ہوئی، درویشی اور فقیری کا مقابلہ نہیں کر سکتا، پھر خدا سے اتنی دوری کا کیا سبب اور اس کے ذکر سے غافل ہو جانے کی کیا وجہ؟

نظم

مسیح بتا اے مردِ مومن پسِ بتا — سامنے ہے تیرے تربت کا گڑھا

تو نہیں مسکین مسیحا سے فزدن   پھر یہ یادِ حق میں کیوں طالب نہ ہوں
کیوں خدا سے ہو گئی دوری ہمیں
کونسی پیش آئی مجبوری ہمیں

اگر ہم کسی کے پابند یا کسی کے لونڈی غلام یا کسی کے قید دان ہیں تو جناب یوسف علیہ السلام کے قید ہونے کی حالت معلوم کریں جہاں رات دن آپ خدا کا ذکر کیا کرتے تھے اور جملہ قیدیوں کو خدا کی توحید و معرفت سکھایا کرتے تھے۔ حالانکہ ہم بمقابلہ ان کی قید کے ہر حال میں آزاد ہیں۔ پھر خدا سے اتنی دوری کا کیا سبب ہے؟ اور اس کے ذکر سے غافل ہو جانے کی کیا وجہ؟

نظم

قید خانہ یادِ حق کا گھر بنا   یوسف یہ تیری یاد کبریا
قید میں ذکرِ الٰہی اس قدر   گونج اٹھے جس سے بس دیوار و در
کیوں خدا سے ہو گئی دوری ہمیں
کونسی پیش آئی مجبوری ہمیں

اور اگر ہم بیمار ہیں اور ایسے سخت مجبور و لاچار ہیں کہ اٹھنے بیٹھنے کی بھی ہم میں طاقت نہیں، پھر بھی حضرت ایوب کی بیماری و لاچاری سے کم ہی لاچار و مجبور ہوں گے آپ کے جسم میں ہزارہا کیڑے اور ہر کیڑا بالشت بھر کا طاقت، نہ بیٹھنے کی مگر زبان یادِ الٰہی میں فوارے کی طرح جاری تھی۔ اور ہر وقت آپ ذکرِ الٰہی کیا کرتے تھے حالانکہ ہم میں بیمار سے بیمار بھی اتنا سخت بیمار نہ ہوگا، پھر خدا سے اتنی دوری کا کیا سبب اور اس کے ذکر سے غافل ہونے کی کیا وجہ؟

کس لیے اللہ سے غافل ہوئے!   یاد سے کیوں اس کی ہم بددل ہوئے
وجہ اس کی کیا بتائیں کیا کہیں   کونسا اب عذر ہے جو ہم کریں
بدنصیبی کی ہے مجبوری ہمیں   یوں خدا سے ہو گئی دوری ہمیں

ختم شد :۔ محمد اسحاق مدیر الواعظ دہلی

کتب خانہ شانِ اسلام